REGD NO. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نمبر ۲۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ
یوم سہ شنبہ
فی پرچہ
الفضل
ربوہ

جلد ۴۸/۱۳ | ۳ تبلیغ ۱۳۳۸ ھش | ۳ فروری ۱۹۵۹ء | نمبر ۲۹

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۲ فروری - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت عام کمزوری اور سردی کی شدت کے باعث بالعموم ناساز رہتی ہے۔ اس کے باوجود حضور کو دینی کاموں میں مصروف رہنا پڑتا ہے۔ احباب خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو جلد صحت عطا کرے اور اپنے فضل سے پوری صحت و عافیت کے ساتھ کام کرنے والی لمبی عمر عطا فرمائے آمین

اگر صحیح روح کارفرما ہو تو ورزشی کھیل بھی دین کا حصہ بن سکتے ہیں

ان سے حقیقی فائدہ اٹھانے کیلئے موقعہ و محل کی مناسبت اور نیت کا نیک ہونا شرط ہے

باسکٹ بال ٹورنامنٹ کے اختتام پر ملک کے نامور کھلاڑیوں سے محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا خطاب

ربوہ — عالمی عدالت انصاف کے نائب صدر محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے اس امر پر زور دیا ہے۔ کہ اگر صحیح روح اور جذبے کے ساتھ ورزشی کھیلوں میں حصہ لیا جائے۔ تو پھر کھیل محض کھیل نہیں رہتے۔ بلکہ دین کا حصہ بن جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس کے لئے موقعہ و محل کی مناسبت اور نیت کا نیک ہونا شرط ہے۔ آپ مورخہ ۳۱ جنوری کی شام کو تعلیم الاسلام کالج کے زیر اہتمام آل پاکستان باسکٹ بال ٹورنامنٹ کے اختتام پر تقسیم انعامات کی تقریب میں صدارت کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے ملک کے نامور کھلاڑیوں سے خطاب فرما رہے تھے

تقسیم انعامات کی تقریب

تقسیم انعامات کی تقریب محترم چوہدری صاحب موصوف کی صدارت میں تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی۔ جو مکرم محمد احمد صاحب انور حیدر آبادی نے کی۔ بعد ازاں تعلیم الاسلام کالج باسکٹ بال کلب کے صدر مکرم پروفیسر نصیر احمد خان صاحب نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے ٹورنامنٹ کے کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہونے پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا نیز آپ نے تمام ٹیموں اور ریفری صاحبان کا کالج کی طرف سے شکریہ ادا کرنے کے بعد محترم چوہدری صاحب سے کھلاڑی حضرات کو اپنے ارشادات سے نوازنے اور ان میں انعامات تقسیم کرنے کی درخواست کی :

محترم چوہدری صاحب کا خطاب

محترم چوہدری صاحب موصوف نے تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ انسان کے ہر عمل کی قدر و قیمت کا مدار اس کی نیت پر ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے مومن کا ہر کام گو وہ بظاہر دنیا سے ہی تعلق رکھتا ہو دین کا حصہ بن سکتا ہے۔ لیکن اس کے لئے دو بنیادی شرطوں کا ہونا ضروری ہے۔ اول یہ کہ وہ کام موقعہ اور محل کے مناسب ہو۔ دوسرے نیت نیک ہو۔ نیت کی نیکی کا ارفع و اعلیٰ مقام یہ ہے کہ انسان اپنے ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو مدنظر رکھے۔ اور اسی کو اپنا منتہی مقصود بنا لے۔ اسلام میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی رضا سے مراد یہ ہے کہ وہ جو کام بھی کرے بنی نوع انسان کی خدمت کی نیت سے کرے۔ اور مقصد اس کا یہی ہو۔ کہ وہ مخلوق خدا کی خدمت کا فریضہ ادا کرنے کے قابل بن سکے۔ اگر اس نیت اور ارادے سے کھیلوں میں حصہ لیا جائے۔ تو کھیل بھی دین کا حصہ بن جاتے ہیں۔ ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی کھیل کراتے بھی تھے۔ اور ان میں حصہ بھی لیتے تھے۔ پس ایسے کھیل جو موقعہ و محل کے مناسب ہوں۔ اور اس نیت سے کھیلے جائیں کہ ان سے صحت و تندرستی حاصل ہوگا وہ مزید نیکی کمانے اور بنی نوع انسان کی خدمت کا فریضہ ادا کرنے میں کام آئیگا دراصل عبادت ہی کا ایک رنگ رکھتے ہیں۔ ہر شاہل میں اس نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو یہ جو یہاں کھیل میں حصہ لینے اور کھیل دیکھنے میں مصروف رہے ہیں (باقی

ربوہ کے آل پاکستان باسکٹ بال ٹورنامنٹ میں

پولیس نے چیمپئن شپ جیت لی

فائنل میچ میں برادرز کلب سے زبردست مقابلہ

ربوہ — آل پاکستان باسکٹ بال ٹورنامنٹ میں جو یہاں تعلیم الاسلام کالج باسکٹ بال کلب کے زیر اہتمام ۲۹ جنوری سے ۳۱ جنوری تک جاری رہا۔ پولیس نے بالآخر برادرز کلب لاہور کے بالمقابل ۴ پوائنٹس سے فائنل میچ جیت کر چیمپئن شپ حاصل کر لی۔ ملک کی دو نامور ٹیموں کے درمیان یہ فائنل میچ جو ۳۱ جنوری کو ۳ بجے سہ پہر ہوا۔ اس قدر زبردست تھا کہ دونوں ہی ٹیموں نے بلند پایہ کھیل کا شاندار مظاہرہ کرنے اور اس طرح ایک دوسرے پر سبقت لے جانے میں اپنی طرف سے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اس میچ میں مجموعی طور پر پولیس نے ۵۰ اور برادرز کلب نے ۴۶ پوائنٹس سکور کئے۔ ربوہ اور گرد و نواح کے ہزاروں لوگوں کے علاوہ عالمی عدالت انصاف کے نائب صدر محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔اے (آکسن) اور بعض دیگر حضرات نے تمام وقت تشریف فرما رہ کر یہ فائنل میچ دیکھا میچ کے بعد (باقی صفحہ ۸ پر)

جامعہ احمدیہ میں مذاکرہ علمیہ

جامعہ احمدیہ کے زیر اہتمام ۳ فروری ۵۹ء کو دو بجے بعد دوپہر جامعہ کے ہال میں وسیع پیمانے پر ایک مذاکرہ علمیہ ہو رہا ہے بحث کا عنوان ہے۔

"ہدایت انسانی کے لئے وحی الٰہی کے تواتر کی ضرورت"

اس موضوع پر تین مقالے پڑھے جائیں گے۔ بعد ازاں عام بحث ہوگی۔ جس میں علماء سلسلہ اور ذی علم اصحاب حصہ لیں گے۔ احباب بکثرت تشریف لا کر اس اہم مذاکرہ سے مستفید ہوں۔ (مفصل اعلان صفحہ ۸ پر ملاحظہ فرمائیں)

(پرنسپل جامعہ احمدیہ)

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۳ فروری ۱۹۵۹ء

روسی منکرِ خدا کی لاف زنی

(۳)

سلسلہ کیلئے دیکھیں الفضل ۱۴ جنوری

مندرجہ بالا پیشگوئی کو دوبارہ سہ بارہ پڑھا جائے۔ اور آج سے پہلے پچاس سالہ تاریخ عالم پر نظر دوڑائی جائے۔ تو ایک بابصیرت آنکھ دیکھ سکتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کس طرح اپنی قدرت نمائی کا ظہور کر رہا ہے۔ اور کس طرح وہ تمام باتیں اسی ترتیب سے جس ترتیب سے پیشگوئی میں دی گئی ہیں پوری ہو رہی ہیں:

دنیا کی موجودہ بدامنی اور بے اطمینانی کا طوفان پہلے یورپ ہی سے اٹھا ہے اور پیشگوئی میں بھی پہلے یورپ ہی کو مخاطب کیا گیا ہے۔ کیونکہ یورپ ہی دراصل اس تمام تباہی کا ذمہ دار ہے۔ جو اب تک دنیا پر آچکی ہے۔ یا ابھی آنے والی ہے۔ دجال جیسے کہ اب ہر عقلمند صاحب فہم تسلیم کرنے پر مجبور ہے۔ یورپین اقوام ہی ہیں۔ یہی اقوام ہیں جنہوں نے مادی ترقیوں کو کمال تک پہنچایا ہے۔ اور نہ صرف اپنے ملکوں کی تمام قدرتی پیداوار پر قابض ہیں۔ بلکہ تمام براعظموں ایشیا افریقہ، امریکہ، آسٹریلیا۔ وغیرہ براعظموں کے خزانوں پر قابض ہیں۔ اور دنیا میں تمام اقوام کے مابین جو فتنے اٹھ رہے ہیں۔ دراصل وہ انہی اقوام کے اٹھائے ہوئے ہیں۔

اس عہد میں اللہ تعالیٰ کی منکر سب سے زیادہ یورپین اقوام ہی ہیں یہ یورپ کی سرزمین ہی ہے جہاں سے بے خدا تہذیب نے سر نکالا ہے۔ اور اس بے خدا تہذیب کا علمبردار صرف روس ہی نہیں ہے۔ بلکہ تمام یورپین ممالک حقیقت میں مادہ پرست ہی ہیں۔ اور جہاں کہیں خدا تعالیٰ کا نام لیا بھی جاتا ہے۔ تو وہ بھی واجبی طور پر ہی لیا جاتا ہے۔ ورنہ مغربی تہذیب کے بڑے بڑے سرغنہ مغرب کے سائنسدانوں اور فلسفیوں خواہ وہ روسی ہوں یا امریکی۔ فرانسیسی ہوں یا برطانوی۔ اطالوی ہوں یا جرمن۔ الغرض سب کا نقطۂ نظر زمینی ہے۔ روس نے اگرچہ اشتراکیت کے زیر اثر اللہ تعالیٰ کے وجود کے خلاف نہایت گستاخانہ رویہ کھلم کھلا اختیار کر رکھا ہے۔ اور یہی حال دوسرے اشتراکی ممالک کا ہے۔ لیکن باقی مغربی تحریکوں کے سربراہ بھی کچھ کم منکر خدا نہیں ہیں۔ برطانیہ، فرانس۔ امریکہ اور دیگر مغربی ممالک میں بھی الحاد اور دہریت کی منظم تحریکیں موجود ہیں۔ ان ملکوں میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو مسٹر خدائیف کی طرح گستاخانہ باتیں کہتے ہیں۔ اور تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ نشر کرتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر سب سے پہلے مسیح موعود علیہ السلام نے یورپ ہی کو خطاب کیا ہے۔ کہ

"اے یورپ تو بھی امن میں نہیں"

یہ کتنے پُرمعنے الفاظ ہیں۔ جس وقت یہ پیشگوئی کی گئی۔ اس وقت یورپ اپنے آپکو دنیا کا سب سے پُرامن خطہ سمجھتا تھا۔ یورپ میں عیسائی فرقہ وارانہ جھگڑے ختم ہو چکے تھے۔ تمام براعظم پُرامن سائنسی اور فلسفیانہ دور سے گزر رہا تھا۔ صنعتی ترقیوں کی وجہ سے یورپ کا ہر شہر امن وامان کا گہوارہ بنا ہوا تھا۔ ریلوے، تار برقی بجلی کی ایجادوں سے یورپ کا کونہ کونہ آرام و سہولت کی آماجگاہ ہو رہا تھا۔ لیکن یکایک ۱۹۱۴ء میں پہلی جنگ عالمگیر کا گولا پھٹا۔ اور وہی امن کا گہوارہ دوزخ کا نمونہ بن گیا۔ لاکھوں انسان فنا کا شکار ہو گئے۔ لاکھوں عمارتیں زمین دوز ہو گئیں۔ شہر ویران ہو گئے آبادیاں بربادیوں کی صورت اختیار کر گئیں۔

پھر اسکے بعد ہی پیشگوئی میں بتایا گیا ہے۔

"اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں"

پہلی عالمگیر جنگ میں بھی اور دوسری عالمگیر جنگ میں بھی یورپ کے ساتھ ایشیا کو بھی گھن کی طرح آٹے کے ساتھ پسنا پڑا۔ اور ایشیا کی وہ اقوام جو اپنے آپ کو محفوظ سمجھتی تھیں۔ وہ بھی اس سیلاب کی زد میں آنے سے نہ رہ سکیں۔ مراکش سے لے کر جاپان تک مصیبتوں کی ایک ہی رَو چل گئی۔ یورپ کا امن برباد ہوا تو ساتھ ہی ایشیا بھی محفوظ نہ رہ سکا بلکہ اس سارے فتنے کا موجد اور مبتدا یورپ ہی تھا۔ تو ایشیا سمجھتا تھا کہ وہ محفوظ ہے لیکن ایشیا بھی محفوظ نہ رہ سکا

پھر پیشگوئی میں ہے۔

"اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔"

تمام اقوام نے جو مصنوعی خدا بنائے ہوئے تھے۔ اس وقت کوئی ان کی مدد کو نہ پہنچ سکا۔ بچاؤ کے سامان کسی کام نہ آئے بچے ذبح ہوئے عصمتیں لٹیں شہر گرے۔ آبادیاں ویران ہوئیں مصنوعی خداؤں سے کچھ بھی نہ ہو سکا۔ اور خدا "جزائر" اور "مصنوعی خدا" کے الفاظ لکھنے جزائر جاپان اور اس کے مصنوعی خدا ہیروہیٹو کی طرف اس سے زیادہ واضح اشارہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ جب ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرائے گئے تھے۔ تو ہیروہیٹو جاپان کا مصنوعی خدا جاپان کے جزائر کی کیا مدد کر سکا۔

وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا۔ اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے۔ اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔

کتنے پُرزور الفاظ ہیں اور گزشتہ جنگ میں کتنے زور سے پورے ہوئے ہیں؟ گزشتہ پچاس سال کی عالمی تاریخ اس کی شاہد ہے۔ اب بھی

"جس کے کان سننے کے ہوں وہ سنے"۔

کاش مسٹر خدائیف اور اسکے ساتھیوں کے کانوں تک یہ آواز پہنچ جائے۔

درخواست دعا: میرے والد محترم احمد دین صاحب جمیل پندرہ روز سے لاہور چھاؤنی ہسپتال میں شدید بیمار ہیں۔ آپکے سر کا اپریشن ہوا ہے اور

کس نے روشن کئے پھر وادئ ربوہ میں چراغ

کس کی آواز سے یہ کوہ و دمن جاگ اُٹھے؟
کس نے ویرانے کو گلزار بنایا دیکھو؟

گلستان جاگ اٹھا سرو سمن جاگ اُٹھے
کس نے ہر ذرّے کو پھر ہنسنا سکھایا دیکھو؟

کسنے اس دور میں پھر سازِ محبت چھیڑا؟
کس نے پھر بھولا ہوا نغمہ سنایا ہم کو؟

کس نے پھر آج ہر اک زخم کا مرہم ڈھونڈا؟
ہر گھڑی کس نے ہر اک غم سے چھڑایا ہم کو؟

آشنا کس نے کیا کوچۂ دلدار سے پھر؟
کس نے دکھلایا ہمیں پھر وہ مقام محمود؟

دوستو کس نے پکارا ہے بڑے پیار سے پھر
لب پہ آجاتا ہے رہ رہ کے وہ نام محمود

کس نے روشن کئے پھر وادئ ربوہ میں چراغ
کس کے ہاتھوں سے پلائے گئے عرفاں کے ایاغ

اسلامی معاشرہ

تقریر محترم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب بر موقع جلسہ سالانہ ۱۹۵۸ء

(قسط نمبر ۳)

معاشرہ اسلامیہ کی تیرھویں علامت

الغرض یہ ساری کتاب شروع سے آخر تک اسلامی عقیدۂ توحید اور اصول معاشرہ کے نیک نتائج کا کھلے الفاظ میں اقرار کرتی ہے۔ مسلمان مؤرخین نے اسلامی معاشرہ کی نیک برکات کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے۔ لیکن غیر مسلم مؤرخین نے بھی اس عظیم الشان کامیابی کا کھلے الفاظ میں اقرار کیا ہے اور دونوں کی شہادتوں سے واضح ہوجاتا ہے کہ اسلامی معاشرہ نے زمین کو بنی نوع انسان کے لئے دارالسلام بنا دیا تھا۔ یعنی سلامتی کا وہ وطن جس کے متعلق وعدہ کیا گیا تھا ـــ لا یسمعون فیھا لغواً ولا تاثیماً الا قیلاً سلاماً سلاماً ○ (الواقعہ: ۲۷) یعنی اس میں کوئی لغو اور گناہ کی بات نہیں سنیں گے سوائے ایسی بات کے جو سلامتی ہی سلامتی ہوگی "یہ سلامتی کی دعا اور سلامتی کا پیغام صلائے عام ہے جو مسلمان اپنی نماز کے خاتمہ پر دائیں اور بائیں اپنوں اور غیروں کو بطور تحفہ شب و روز پیش کرتا ہے۔ اور ملاقات کے وقت بھی اس کا اعادہ کرتا رہتا ہے۔ نتیجہ کے لحاظ سے یہ تیرھویں علامت ہے معاشرہ اسلامی کی۔ جسے آنحضرت صلعم کے ساتھیوں نے عملی جامہ پہنایا۔

لیکن پھر وہی سوال ہے کہ اس پرانے قصہ کو دہرانے سے کیا فائدہ؟ وہی عقیدہ اور وہی اصول اس وقت اپنے معاشرے کا نمونہ کیوں نہیں پیدا کرتے جس سے مسلمانوں کے عقیدہ اور کردار کی مضبوطی دیکھنے میں آئے؟ بلکہ اس کے برعکس جو نمونہ نظر آتا ہے۔ اس سے بجائے معاشرہ کی مضبوطی دوسروں پر نیک اثر پیدا کرنے والی ہو، ایک مکروہ اور ناپسندیدہ صورت و شکل دکھلا رہی ہے۔ بجائے اس کے کہ مسلمان غیروں پر اثر انداز ہوں وہ غیروں کے بد اثر قبول کرنے میں سب سے آگے ہیں اور نیک اثر قبول کرنے میں سب سے پیچھے۔ تن بدن کی زیبائش، فیشن سے فریفتگی، برہنگی اور عریانی، عورت و مرد کے بے حجابانہ اختلاط اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں غیر قوموں کے طور و طریق اور ان کی صورت و شکل اختیار کرتے ہیں نقالی، اور مضر صحت اور اخلاق سوز باتوں میں ان کی پیروی ہے۔ جس سے سمجھ لیا جاتا ہے کہ وہ بھی کسی مہذب دنیا کے معزز ممبر ہیں تعلقات کی حقیقی قدریں ذہنوں اور کردار سے ایک ایک کر کے غائب ہو چکی ہیں۔

انسانی معاشرہ میں سب سے بلند پایہ اور نہایت ہی قیمتی تعلق کسی خاندان میں رحمی تعلقات ہیں۔ جو محبت و شفقت اور رحمت کے جذبات کے خمیر سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور اس قابل ہیں کہ انہیں اپنایا جائے۔ قرآن مجید خوبصورت الفاظ میں رحمی تعلقات میں سے والدین سے تعلق کے بارہ میں ہدایت دیتا ہے:-

وقضیٰ ربّک الّا تعبدوا
الّا ایّاہ و بالوالدین
احساناً اِمّا یبلغنّ
عندک الکبر احدھما
او کلاھما فلا تقل
لھما اُفٍّ ولا تنھرھما
وقل لھما قولاً کریماً ○
واخفض لھما جناح
الذّل من الرحمۃ وقل
رّبّ ارحمھما کما ربّیانی
صغیراً ○ ربّکم اعلم
بما فی نفوسکم ط ان
تکونوا صالحین فانّہٗ
کان للاوّابین غفوراً ○
(بنی اسرائیل: ۲۴ تا ۲۶)

یعنی "تیرے رب نے تاکیدی حکم دیا ہے کہ سوائے اپنے رب کے کسی کو اپنا معبود نہ بناؤ۔ اور یہ کہ اپنے ماں باپ سے اچھے سے اچھا سلوک کرو۔ اگر وہ بوڑھے ہو جائیں تو چونکہ بڑھاپے میں اعصاب کمزور اور جذبات حساس اور نازک ہو جاتے ہیں اسلئے اگر ایسی بات ان سے ظاہر ہو جو تجھے ناگوار ہو تو تُو اپنے جذبات کو روک اور اُف تک کہہ کر بھی اپنی تکلیف کا اظہار نہ کر۔ اور نالائق بچوں کی طرح چیں بجبیں اور برافروختہ ہو کر اپنے والدین کو ڈانٹ ڈپٹ شروع کر دیتے ہیں۔ اے مسلمان! تو ان کو نہ جھڑکنا۔ بلکہ نرمی اور بڑے ادب سے بات کرنا۔ اور ان کے سامنے عاجزانہ رویہ اختیار کر کے اسی قسم کی شفقت کا اظہار کرنا جیسے ایک پرندہ اپنے بچوں پر اپنے پر جھکا کر انہیں سنبھالتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ ان کے لئے رحمت کی دعا کرنا۔ کہ انہوں نے مجھے بچپن میں (جبکہ تو بے بس تھا) پالا پوسا۔ اور ان سے کسی قسم کے معاوضہ یا کلمات شکر و سپاس کا خیال تک نہ لانا۔ بلکہ اپنے رب سے ہی اس حسن سلوک کا بدلہ چاہنا۔ اور تمہارا رب ہی بہتر جانتا ہے۔ جو تمہارے دلوں میں ہے۔ اگر تم نیکوکار ہوئے۔ تو وہ اپنے حضور جھکنے والوں کے لئے بہت ہی بخشش کرنے والا ہوگا۔"

کیا ہی بلیغ الفاظ اور مؤثر پیرایہ میں رحمی تعلقات کی استواری کے لئے یہ تعلیم ہے۔ اسی طرح میاں بیوی کے تعلقات کی استواری کے بارہ میں پوری تفصیل کیساتھ شریعت اسلامی کے ضابطہ نے ہمیں ایک اعلیٰ اور مکمل تعلیم دی ہے۔ لیکن معاشرہ اسلامیہ سے تعلق رکھنے والے ماں باپ اور میاں بیوی سے پوچھ کر تو دیکھیں کہ ان تعلقات میں اس ہدایت پر عمل کرنے کا کہیں وجود بھی ہے۔ "خیرکم خیرکم لاھلہٖ" کا نمونہ کتنے گھروں میں نظر آتا ہے؟ کس چیز کا فقدان ہے کہ معاشرہ اسلامیہ کے اندرونی و بیرونی تعلقات درہم برہم ہیں۔ اور ایک نہایت ہی اعلیٰ ضابطۂ حیات مسلمانوں کے لئے اب بے اثر ہے؟ وہ معاشرہ اب کہاں ہے۔ جس میں اشدّاء علی الکفّار اور رحماء بینھم کا نمونہ نظر آئے۔

اس تلخ سوال کا جواب مجھے اور آپ کو دینا ہے اور پیشتر اس کے کہ ہم جواب دیں، قرآن مجید کا بھی ایک جواب سن لیں اور اس کے معیار پر اپنے جواب کی صحت و سقم کو پرکھیں۔ کیونکہ قرآن مجید کی راہنمائی میں ہی جس کے طفیل معاشرہ اسلامی کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ ہمارے جواب کی درستی اور نادرستی کا پتہ لگ سکتا ہے۔ اور وہی کتاب راستی اور ناراستی کی کسوٹی بنائی جاسکتی ہے۔ کیونکہ اس کتاب نے خود کہا ہے کہ جس کے متعلق وہ فیصلہ کرے کہ راستی سے ہٹا ہوا ہے وہ ایسا ہی ہوگا اور جس کے متعلق کہے کہ وہ ٹھیک ہے وہی راستی پر قائم قرار دیا جائے گا۔ ضلالت و ہدایت کا فرق واضح کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

یضلّ بہٖ کثیراً ویھدی
بہٖ کثیراً۔ وما یضلّ بہٖ
الّا الفاسقین ○ الّذین
ینقضون عھد اللّٰہ من
بعد میثاقہٖ ویقطعون
ما امر اللّٰہ بہٖ ان یوصل
ویفسدون فی الارض ط
اولٰٓئک ھم الخاسرون ○
(البقرہ: ۲۸)

یعنی اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ بہتوں کو گمراہ ٹھہراتا اور اس کے ذریعہ سے بہتوں کو ہدایت یافتہ قرار دیتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ نہیں گمراہ قرار دیتا مگر فاسق لوگوں کو ہی۔ جو اللہ کا عہد پختہ کرنے کے بعد توڑ ڈالتے ہیں۔ اور اُن تعلقات کو کاٹ دیتے ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جوڑے جائیں۔ جو اللہ تعالیٰ کا عہد توڑتے اور ان تعلقات کو قطع کرنے سے زمین میں بگاڑ پیدا کرتے ہیں۔ یہی لوگ خسارہ میں ہیں۔"

معاشرہ کے بگاڑ کی وجوہات اور اس کی اصلاح کا طریق

اس حقیقت نمایاں کی روشنی میں مجھے اور آپ کو اس سوال کا جواب دینا ہے کہ مسلمانوں کے معاشرہ کے بگاڑ کی وجہ کیا ہے؟ ہم نہ اپنے عقیدہ اور ایمان میں مضبوط ہیں کہ ہمارا معاشرہ غیر قوموں کے مقابلے میں مضبوط اور ان پر اثر انداز ہو اور نہ کردار کے لحاظ سے ہمارا معاشرہ تندرست اور استوار حالت میں ہے کیونکہ اس کے تعلقات کے پیوند سب ڈھیلے ہو چکے ہیں بلکہ رشتے سے کٹ گئے ہیں۔ اور سچ پوچھیں تو اس حقیقت کا بیان کرنا قطعاً غلط نہ ہوگا کہ غیر قوموں کا تعلق اپنے عقیدے اور اپنے ایمان اور اپنے دین اور اپنے ماحول کی ہر شے سے ہمارے مقابل میں زیادہ مضبوط ہے۔ ہمارا پیوند نہ اپنے خدا سے اور نہ اپنے عقیدہ و ایمان سے درست ہے۔ نہ دین سے ہمارا صحیح تعلق ہے۔ نہ دنیا کے موجودات میں سے کسی شے کے ساتھ۔ اس لئے معاشرہ اسلامی بودا ہے۔ اگرچہ اس کا ضابطہ نہایت ہی کامل اور ہر لحاظ سے جامع ہے۔ جبتک ہمارا معاشرہ آسمانی اور زمینی تعلقات کو پھر استوار نہ کرے ہمارے معاشرہ کی بیماری کا علاج و مداوا ناممکن ہے۔ پس اگر ہم صحیح طور پر کوئی جواب پیش کرنا

چاہتے ہیں۔ تو ہمیں پہلے اس کی فکر کرنی چاہیئے کہ اپنے خالق کے ساتھ صحیح تعلق ہو اور پھر اس کی مخلوق کے ساتھ۔ تاجس طرح معاشرہ اسلامیہ ہمارے لئے پہلے مایۂ ناز بنا اور اس معاشرہ سے تعلق رکھنے والوں نے آسمانی اور زمینی برکات سے بہت بڑی دولت پائی۔ آج بھی ٹوٹی ہوئے رشتوں کو جوڑ کر ہم پھر سے وہ برکتیں پائیں اور دنیا سے کہہ سکیں کہ یہ ہے وہ ہمارے آقائے دوجہاں محمد رسول اللہ علیہ صلوٰت اللہ کا پیدا کردہ معاشرہ اسلامیہ۔ اور یہ امر ناممکن نہیں۔ بلکہ اسی طریق سے ہوگا۔ جس طریق سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کھیتی کی روئیدگی ابتداء میں نمودار ہوئی۔ اور جن دوستوں کو میں اس وقت مخاطب کر رہا ہوں، انہیں اس ناممکن نظر آنیوالی شئے کے ممکن ہونے میں ذرا بھی شبہ نہ ہونا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس بارہ میں ایک عظیم الشان کشف دکھلایا گیا جس کا مفصل ذکر تذکرہ کے صہ ۱۴۹ پر درج ہے۔ اس کشف میں الوہیت کی تجلی آپ پر عظیم الشان ہوئی۔ یہاں تک کہ آپ کا وجود اس تجلی میں کھویا گیا۔ اور یوں محسوس ہُوا کہ آپ کا غضب اور حلم اور تلخی اور شیرینی اور حرکت و سکون سب اسی کا ہوگیا۔ اور فرماتے ہیں کہ :۔

"اس حالت میں مَیں کہہ رہا ہوں کہ ہم ایک نیا نظام، ایک نیا آسمان اور ایک نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب و تفریق نہ تھی۔ پھر منشاء حق کے موافق میں نے اس کی ترتیب و تفریق کی اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا کہ انّا زیّنّا السماء الدنیا بمصابیح کہ ہم نے دنیا کے آسمان کو چراغوں سے مزین کیا۔ پھر میں نے کہا کہ اب انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔ پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہوگئی۔ اور میری زبان پر جاری ہُوا "اردت ان استخلف فخلقت آدم انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔"

نیا آسمان اور نئی زمین پیدا کئے جانے کے بارہ میں حضور تشریح فرماتے ہیں کہ "اس میں تائیدات سماوی و ارضی کی طرف اور اصل مقصود کے مناسب حال اسباب پیدا کرنے اور ایسی فطرتوں کو وجود میں لانے کی طرف اشارہ ہے جو صالحین طیبین میں شامل ہونے کی اہلیت رکھتے ہیں" اور اس کشف کی تشریح حضور اپنی کتاب چشمہ مسیحی صہ ۳۵ میں بھی یہ الفاظ فرماتے ہیں :۔

"اس کشف کا مطلب یہ تھا کہ خدا میرے ہاتھ پر ایسی تبدیلی پیدا کریگا گویا آسمان اور زمین نئے ہو جائینگے۔ اور حقیقی انسان پیدا ہونگے"۔ اسی تعلق میں آپ کو یہ الہام بھی ہُوا

یحیی الدین ویقیم الشریعۃ

یعنی دین کو زندہ اور شریعت کو قائم کرے گا۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صہ ۴۹۷ تذکرہ صہ ۴۸)

اور آپ کو فارسی میں بھی بشارت ہوئی :۔

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید
و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد

پس مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قادر و توانا خدا اسی قسم کا نظارہ آخرین کو بھی دکھائے گا جیسا کہ آپ کے اولین ساتھیوں کو دکھایا

اخرج شطأہ فآزرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار وعد اللہ الذین آمنوا وعملوا الصلحٰت منھم مغفرۃ واجرا عظیما ہ

قریباً عرصہ تین سو سال سے عالم اسلامی پر جمود طاری ہے۔ بلکہ رجعت قہقری ہے۔ یعنی مسلمان پچھلے پاؤں ہٹنے لگے۔ یہاں تک کہ ہمارا یہ زمانہ آگیا۔ کہ ان کی ذہنی قوتیں معطل ہو کر رہ گئیں۔ اور قوت عملیہ ان سے جاتی رہی۔ زندگی کے کسی شعبہ میں بھی انہوں نے کچھ نہیں پیدا کیا جو قابل قدر سمجھا جاتے۔ بلکہ جو کچھ ان کے ہاتھ میں پہلے تھا۔ سب گنوا بیٹھے ایسا کیوں ہُوا؟

مسجد و منبر جہاں سے ان کی صحیح راہنمائی ہوتی تھی وہ جیسا کہ ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا

مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدیٰ

"خوبصورت مسجدیں ہوں گی مگر وہ صحیح راہنمائی سے خالی ہوں گی۔" الھدیٰ کے معنے ہیں صحیح راہنمائی۔ یعنی (Directive) اس راہنمائی سے مسجدوں کا خالی ہونا تھا۔ کہ اس کے ساتھ ہماری تربیت کی بنیادیں بھی متزلزل ہوگئیں اور اب اگر ہماری تربیت میں صلاحیت اور استواری کو پیدا ہونا ہے۔ تو یقیناً انہی مسجدوں اور منبروں سے ہی اس کی بنیاد اٹھے گی۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

"اولم یر الذین کفروا ان السمٰوٰت والارض کانتا رتقاً ففتقنٰھما وجعلنا من الماء کل شیٔ حیّ۔"

(الانبیاء : ۳۱)

"کیا کفار یہ نہیں دیکھ چکے کہ آسمان اور زمین دونوں کا آپس میں پیوند تھا۔ جس سے زمین کی روئیدگی پیدا ہوئی۔ اور وہ ہری بھری ہوگئی۔ پس ہم نے ان دونوں کا پیوند کھول دیا (اور وہ مرگئی)۔ اور ہم نے آسمانی پانی سے ہر شئی زندہ کی ہے"۔ یہ آب حیات وحی الٰہی کا آسمانی پانی ہے جو آنحضرت صلعم کی آمد کے ساتھ نازل ہُوا۔ اور اس کے ساتھ کھیتیاں ہری بھری اور بار آور ہوگئیں۔ اس سنت الٰہی کے مطابق آسمان سے اپنا پیوند پیدا کر کے ہم اسی آب حیات سے اپنی مرجھائی ہوئی کھیتیاں پھر ہری بھری کر سکتے ہیں۔ یہ کام مساجد کے ممبروں کی درستی کے بغیر نہیں ہوگا۔ جہاں سے مسلمانوں کی صحیح راہنمائی ہوتی رہی۔ اور اب بھی انہی ممبروں سے ہی صحیح راہنمائی کی آواز بلند ہونی چاہیئے تا خفیہ طاقتیں اور مردہ احساس پھر بیدار ہو جاتی۔

جامعہ احمدیہ میں مذاکرہ علمیہ

جامعہ احمدیہ کے زیر اہتمام بروز منگل مورخہ ۳ فروری ۱۹۵۹ء کو دو بجے بعد دوپہر جامعہ احمدیہ کے ہال میں ایک مذاکرہ علمیہ ہو رہا ہے۔ بحث کا عنوان ہے

"ہدایت انسانی کے لئے وحی الٰہی کے تواتر کی ضرورت"۔ تمام احباب سے درخواست ہے کہ وہ اس اہم اور علمی بحث کو سننے کے لئے تشریف لا کر مستفید ہوں۔

مذاکرہ کا طریق یہ ہوگا کہ اس موضوع پر تین مقالے پڑھے جائیں گے۔ اور اس کے بعد عام بحث ہوگی جس میں مندرجہ ذیل نامور اور ذی علم اصحاب کے حصہ لینے کی توقع ہے۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی
حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب
مولانا جلال الدین صاحب شمس
مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری
سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب
چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب
قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری
مولوی تاج الدین صاحب لائلپوری
صوفی بشارت الرحمٰن صاحب ایم اے
چوہدری محمد شریف صاحب سابق مبلغ بلاد عربیہ
شیخ مبارک احمد صاحب رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ
صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر
میاں عبدالرحیم احمد صاحب وکیل التعلیم
چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ وکیل الزراعت
چوہدری شبیر احمد صاحب بی اے وکیل المال
مولوی محمد احمد صاحب جلیل
چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ
شیخ روشن دین صاحب تنویر ایڈیٹر الفضل
مسعود احمد صاحب دہلوی نائب ایڈیٹر الفضل
شیخ خورشید احمد صاحب نائب ایڈیٹر الفضل
چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے ناظر اصلاح و ارشاد
مولانا محمد دین صاحب ناظر تعلیم
صوفی عبدالغفور صاحب سابق مبلغ چین
چوہدری مظفر الدین صاحب بنگالی ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز
شیخ نور احمد صاحب منیر سابق مبلغ بلاد عربیہ
مولوی بشارت احمد صاحب بشیر سابق مبلغ مغربی افریقہ
عبدالسلام صاحب اختر ایم اے
پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب ایم اے
مرزا منظور احمد صاحب ایم ایس سی
مولوی دوست محمد صاحب شاہد
مولوی محمد صدیق صاحب صدر عمومی
خلیفہ صلاح الدین صاحب
مولوی خورشید احمد صاحب شاد
مولوی عبدالغفور صاحب مبلغ سلسلہ
پروفیسر مولوی محمد الدین صاحب تعلیم الاسلام کالج
صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب
چوہدری عبدالواحد صاحب نائب ناظر بیت المال
میاں محمد ابراہیم صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول
ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ احمدیہ
حافظ مبارک احمد صاحب معلم جامعہ احمدیہ
مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب
ملک مبارک احمد صاحب
قاضی مبارک احمد صاحب سابق مبلغ لیبریا
مولوی محمد احمد صاحب ثاقب
مولوی عبدالخالق صاحب سابق مبلغ ایران
مولوی مقبول احمد صاحب
پیر معین الدین صاحب
صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب
مولوی غلام باری صاحب سیف
مولانا ابوالحسن صاحب قدسی
سید محمود احمد صاحب
سید مسعود احمد صاحب
شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ لاہور
شیخ محمد احمد صاحب مظہر لائلپور
مرزا عبدالحق صاحب سرگودہا
میر محمد بخش صاحب۔ گوجرانوالہ

(پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ)

درخواست دعا۔ مکرم محمد اکرم خانصاحب نواب شاہ سے بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ میری بہن تشویشناک طور پر بیمار ہے احباب اس کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

دنیا کا سب سے بڑا قید خانہ

(سلسلہ کے لئے دیکھئے مؤرخہ ۲۱ جنوری ۱۹۵۹ء)

قسط نمبر ۲

سوال: معیار زندگی کی پستی کی کیا وجوہ ہیں؟

جواب:- چیکوسلاویکیہ کا ایک لطیفہ ہے "مارکسی سسٹم دھوکا اور فریب ہے! اس لئے کہ مزدور کام کرنے کا بہانہ کرتا ہے اور حکومت ان کی تنخواہ دینے کا بہانہ کرتی ہے"

اس سسٹم کی ناکامی کی کیا وجوہ ہیں؟

بڑے بڑے عہدے پارٹی کے عہدیداران کو بطور انعام کے دئیے جاتے ہیں۔ مثلاً کسی فیکٹری کی مینجری جو انعام کے طور پر تو دے دی مگر کام کی واقفیت کسی کو حاصل نہیں ہے۔ بلغاریہ میں ایک کارخانہ کا منیجر ایک عورت تھی۔ جس کو یہ امتیازی عہدہ صرف اس لئے دیا گیا تھا کہ جنگ کے زمانے میں کمیونسٹ ہونے کی وجہ سے اس کو جیل کاٹنا پڑی تھی۔

اکثر تربیت یافتہ ٹیکنیکل جو بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ محنت مزدوری کو زیادہ پسند کرتے ہیں کیونکہ دوسری صورت میں وہ سیاسی طور پر ناقابل اعتماد خیال کئے جاتے ہیں جو کسی وقت بھی مصیبت کا باعث بن جاتا ہے بڑے بڑے افسران کے منظور نظر لوگ بھرتی کئے جاتے ہیں۔

نئی ایجاد کا مسئلہ لیجئے چونکہ ہر چیز پر حکومت کا کنٹرول ہے اس لئے کسی موجد کو ذاتی فائدہ نہیں ملتا۔ اس وجہ سے لوگ محنت نہیں کرتے ہیں۔ چونکہ باہم مقابلہ نہیں ہے۔ اس لئے کوئی شخص خرید کو بڑھانے کی کوشش نہیں کرتا ہے۔ ایک سرکاری سٹور سے جب میں نے شطرنج کی ایک بساط خریدنا چاہی تو وہ بہت خراب تھی۔ میں نے شکایت کی تو سیلز گرل صرف یہ کہہ کر چلی گئی "ٹھیک ہے۔"

معیار زندگی کی گراوٹ کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جنگ دوم کے بعد روس ان تمام ممالک کی پیداوار نکال کر لے جاتا تھا صنعتی منصوبہ بندی بھی اسی قسم کی بنائی جاتی تھی جس سے روس کو اس ملک کے مقابلہ میں زیادہ فائدہ پہنچے اور پھر اجتماعی کاشت کاری جس کی وجہ سے کوئی شخص کسی چیز کا بھی مالک نہیں تھا۔

سوال۔ ان ممالک میں انفرادی آزادی کہاں تک ہے؟

جواب:- اس کا جواب دینے کے لئے تھوڑا سا مزید ضروری ہے۔ چنانچہ یہ تجربہ مجھے پولینڈ میں ہوا۔ پولیس نے ہمارے پاسپورٹ قبضہ میں لے لئے۔ ٹیلیفون کی اجازت نہ دی اور ہمیں ایک خالی کمرہ میں دو گھنٹے تک بٹھائے رکھا۔ امریکی پوشش کی وجہ سے ہمیں تکلیف تو کوئی نہ دی گئی۔ لیکن اگر بدقسمتی سے ہم پولینڈ کے باشندے ہوتے تو خدا معلوم ہمارا کیا حشر ہوتا۔

اس تجربہ کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ پولیس راج والے ملک میں رہنا کس قدر دشوار ہے۔ یہاں آپ پولیس کے رحم و کرم پر ہوتے ہیں آپ کو بغیر کسی جرم کے گرفتار کیا جا سکتا ہے۔ اگر آپ اس سلسلہ میں قانونی امداد لینا چاہتے ہیں تو وہ آپ پر محض ہنس دیتے ہیں۔ آپ کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ اس حبس بیجا کے دوران میں میں برآمدے کی طرف نکل گیا وہاں ایک انگریزی خواندہ آدمی ملا۔ چنانچہ میں نے اپنی گرفتاری کی وجہ دریافت کی اس نے ایک کاغذ کے پرزے پر انگریزی خواندہ آدمی ملا چنانچہ میں نے اپنی گرفتاری کی وجہ دریافت کی۔ اس نے ایک کاغذ کے پرزے پر انگریزی میں لکھ دیا۔

"آپ اشتراکی نظام سے واقف نہیں ہیں۔"

پولیس راج والی حکومت کا بظاہر عجیب معلوم نہیں ہوتی ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ ایک واقعہ کے بعد دوسرا واقعہ آپ پر حقیقت کا انکشاف کرتا رہتا ہے۔

ایک مرتبہ ہم چند دوستوں کو اپنی موٹر میں قیام گاہ پر لے آئے۔ ہم سے پہلے پولیس کی ایک گاڑی ہمارے مکان کے سامنے کھڑی تھی۔ اگلے روز کی ملاقات کا فیصلہ کر کے وہ لوگ چلے گئے۔ مگر اگلے روز ان میں سے ایک بھی نہ آیا۔

بخارسٹ میں ایک پولیس افسر کے ساتھ ملاقات کی تاریخ مقرر کی مگر وہ نہ آیا نہ کوئی ٹیلی فون پر اطلاع آئی نہ تحریری اطلاع۔ رومانیہ کا ایک باشندہ جو کچھ مدت امریکہ میں رہا تھا ہماری کار کے پاس آیا۔ ہم نے اس کو کچھ لٹریچر خرید کر دیا ہے۔ اس کے جواب میں اس نے اگلے روز ہم کو تھیٹر کی دعوت دی۔ مگر جب ہم تماشہ گاہ میں پہنچے تو وہ موجود نہ تھا۔ اگرچہ ہماری نشست ریزرو ہو چکی تھی دریافت کیا تو جواب ملا۔

"وہ رخصت پر جا چکا ہے۔"

میں کچھ پریشان سا ہو گیا اور متعلقہ افسران سے دریافت کیا انہوں نے کہا گھبرائیے نہیں اس کو کوئی گزند نہیں پہنچے گا؟ اور پھر ایک سلپ پر لکھ دیا۔

"اس وقت تک جب تک کہ آپ رومانیہ میں ہیں۔"

جو جور و ستم ان ممالک میں فرد کی آزادی پر کیا جا رہا ہے اس کی کوئی انتہا نہیں ہے تاریخ کے مطلق العنان اور جابر ترین حکام کے زمانے میں بھی اس قسم کی جور و استبداد کی مثال مشکل ہے۔

اس وقت اس ظلم و ستم کے مقابلہ کے لئے کچھ طاقتیں ہوتی تھیں۔ ملک کے امراء اور رؤساء۔ مذہبی پیشوا اور پھر وہ سب سے بڑی طاقت یعنی عظیم ترین ہستی خدا۔ جس کا خوف ہمیشہ موجود ہوتا تھا۔ لیکن مشرقی یورپ میں خدا ناشناسوں کی ایک ایسی جماعت ہے جس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ یہاں صرف ایک طاقت حکمرانی کرتی ہے۔ ایک ادارہ ہے جو حاکم ہے اور وہ ہے — ماسکو — جس کے اشاروں پر مشرقی یورپ کے تمام طفیلی ممالک ناچتے ہیں۔ یہاں انتظامی معاملات کے لئے ایسے لوگ رکھے جاتے ہیں جن کے اندر خوف خدا کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ (باقی)

باسکٹ بال کا فائنل میچ اور اس کے بعض کوائف

(بقیہ صفحہ اول)

محترم چوہدری صاحب موصوف نے ٹورنامنٹ کی اختتامی تقریب میں صدارت کے فرائض ادا کرتے ہوئے کامیاب ٹیموں اور نامور کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم فرمائے۔ اور اس طرح یہ عظیم الشان ٹورنامنٹ اختتام پذیر ہوا۔

فائنل میچ اور اس کے بعض کوائف

مارچ پاسٹ:- تین بجے سہ پہر تعلیم الاسلام کالج کے باسکٹ بال گراؤنڈ میں محترم چوہدری صاحب موصوف کے تشریف لانے پر فائنل میچ کی تقریبات کا آغاز ہوا۔ پہلے محترم چوہدری صاحب موصوف نے ٹورنامنٹ میں شامل جملہ کھلاڑیوں کے مارچ پاسٹ کی سلامی لی۔ تمام کھلاڑی اپنی وردیوں میں ملبوس ٹیم وار ایک خاص ترتیب سے گراؤنڈ میں اس چبوترے کے آگے سے گزرے جہاں محترم چوہدری صاحب کھڑے تھے۔

تعارف:- مارچ پاسٹ کی تقریب کے بعد ریفری نے وسل بجائی اور پولیس اور برادرز کلب کی دونوں ٹیمیں گراؤنڈ کے وسط میں ایک دوسرے کے بالمقابل دو قطاروں میں آکھڑی ہوئیں۔ اس کے بعد پنجاب باسکٹ بال ایسوسی ایشن کے سیکرٹری مسٹر مبارک علی خان نے جو پاکستان باسکٹ بال فیڈریشن کے ایسوسی ایٹ سیکرٹری بھی ہیں۔ محترم چوہدری صاحب سے دونوں ٹیموں کے کھلاڑیوں کا تعارف کرایا بعد ازاں انہوں نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے ایک مختصر سی تقریر میں باسکٹ بال کے گیم پر روشنی ڈالی اور اس سلسلے میں بہت دلچسپ معلومات بہم پہنچائیں۔

باڈی بلڈنگ کا مظاہرہ:- اس کے بعد میچ شروع ہونے سے قبل گورنمنٹ کالج لائلپور کے مسٹر رفیق نے جو "مسٹر پاکستان (جونیئر)" کے خطاب یافتہ ہیں گراؤنڈ میں آکر ایک منٹ تک باڈی بلڈنگ کا مظاہرہ کیا اور اس طرح عملاً بتایا کہ انسان ورزش کو اپنا معمول بنا کر کس قدر توانائی حاصل کر سکتا ہے۔

کھیل کی رفتار:- ان سب تقریبات کے بعد تین بجکر بیس منٹ پر میچ کا آغاز ہوا جو پورے جوش و خروش کیساتھ ایک گھنٹے تک جاری رہا۔ ابتداء میں برادرز کلب کا پلہ بھاری تھا اور انکے نامور کھلاڑی جاوید حسن، امین شیخ اور مصطفےٰ اعلیٰ امیر نہایت شاندار کھیل کا مظاہرہ کر کے بڑی تیز رفتاری کیساتھ پوائنٹس سکور کر رہے تھے لیکن رفتہ رفتہ پولیس کے "ایلین"، والس اور نظام الدین آگے بڑھ کر گیم پر چھاتے چلے گئے۔ ہر چند کہ برادرز کلب کے کھلاڑیوں نے بال کو بار بار مخالف سمت کے آخری سرے تک پہنچانے میں کمال درجہ مہارت اور چابکدستی کا ثبوت دیا لیکن ان کے بعض یقینی شاٹ نے خطا جانے کے باعث کھیل کے نصف آخر میں انہیں بالا دستی حاصل نہ ہو سکی۔ چنانچہ پولیس کی ٹیم بہت اعلیٰ کھیل کا مظاہرہ کر کے ۳۶ کے مقابلے میں ۵۰ پوائنٹس سے جیت گئی اور اس ٹورنامنٹ میں وہی چیمپئن قرار پائی۔ میچ میں دونوں ٹیموں کے کھلاڑیوں کا انفرادی سکور حسب ذیل رہا۔

پولیس:- ایلین ۹، نظام الدین ۱۲، والس ۱۱، بدرالدین ۱۱، شریف ۵، اللہ داد ۴۔

برادرز:- جاوید حسن ۱۳، امین شیخ ۱۰، اصلاح الدین ۷، مصطفےٰ ۴، طارق محمود ۲۔

ریفری:- ریفری کے فرائض مسٹر مبارک علی خان سیکرٹری پنجاب باسکٹ بال ایسوسی ایشن اور مسٹر آر۔ این۔ لال ہیڈ ماسٹر مشن ہائی سکول گجرات نے ادا کئے۔ مبارک علی صاحب تو ٹورنامنٹ میں شرکت کی غرض سے پہلے ہی ربوہ آئے ہوئے تھے۔ آر۔ این لال صاحب کو خاص طور پر فائنل میچ کے واسطے بلوایا گیا تھا۔ اور آپ اسی روز گجرات سے ربوہ پہنچے تھے۔

کالج سیکشن:- کالج سیکشن میں کل تین میچ ہوئے ان میں سے زراعتی کالج لائلپور چیمپئن قرار پایا اور گورنمنٹ کالج لائلپور رنر اپ رہا۔

ٹورنامنٹ میں گیارہ ٹیموں نے شرکت کی جن میں پولیس، برادرز کلب، ینگ سپورٹس کراچی، وائی ایم سی اے لاہور، نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور، فرینڈز کلب سرگودھا، لائلپور کلب لائلپور، ٹی۔ آئی کلب ربوہ، زراعتی کالج لائلپور، گورنمنٹ کالج لائلپور اور ٹی۔ آئی کالج ربوہ کی ٹیمیں شامل تھیں۔ ٹورنامنٹ لیگ سسٹم کے ماتحت ہوا اور تین روز میں کل سولہ میچ کھیلے گئے۔ جن ٹیموں نے اس میں حصہ لیا ان میں چھ پاکستان کے اور آٹھ پنجاب کے منتخب کھلاڑی شامل تھے۔

وصیّت فارم پُر کرنے کے لئے ضروری ہدایات

باوجود بعض مرتبہ اعلان کرنے کے وصیت فارم بالعموم احتیاط سے اور درست طور پر نہیں لکھے جاتے۔ اس لئے تکمیل کے لئے واپس کرنے پڑتے ہیں یا تکمیل کے لئے خط و کتابت کرنی پڑتی ہے۔ اور ان کی منظوری حاصل کرنے میں تاخیر کی ایک وجہ یہ بھی ہو جاتی ہے لہذا مندرجہ ذیل ہدایات وصیت فارموں کی تکمیل کے لئے پھر شائع کی جاتی ہیں۔ وصیت کرنے والے وصیت لکھنے والے اور گواہ اور مصدقین ان ہدایات کو مدنظر رکھیں۔

۱ - وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ لکھی جانی چاہئے نہ کہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان

۲ - وصیت کی عبارت میں مشکوک اور کٹے ہوئے الفاظ پر لکھنے والے کے دستخط ہونے چاہئیں۔

۳ - وصیت کنندہ کا اپنا پتہ مکمل ہونا چاہئے جس پر خط و کتابت کی جا سکے۔

۴ - وصیت پر دو گواہوں کے دستخط معہ ولدیت اور ان کے پتے مکمل ہونے چاہئیں۔ گواہ اگر قریبی رشتہ دار ہوں تو بہتر ہے۔

۵ - چندہ شرط اول و اعلان وصیت بوقت تحریر وصیت ادا کر کے رسید کا نمبر اور تاریخ وصیت فارم پر نوٹ کیا جائے۔

۶ - وصیت میں درج کردہ جائداد کی تفصیل محل وقوع اور اندازہ قیمت کا درج ہونا ضروری ہے۔ اور حصہ آمد کی صورت میں ماہوار آمدنی اور اس کا ذریعہ۔

۷ - (الف) :- تصدیقی فارم پر مقامی جماعت کے دو عہدہ داروں کی تصدیق ہونی چاہئے۔

ب :- مستورات کی وصیتوں پر مقامی لجنہ اگر قائم ہو تو اس کی تصدیق بھی کرا دی جائے ورنہ مقامی عہدہ داروں کی تصدیق کافی ہے۔

۸ - مستورات کی وصیتوں میں علاوہ دیگر جائداد کے مہر کا ذکر خصوصیت سے ہونا چاہئیے کہ کتنا ہے۔ اور آیا وہ خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے یا وصول کر لیا ہوا ہے۔

۹ - مہر کے حصہ وصیت کے متعلق خاوند کی تحریر شامل ہونی چاہئیے کہ وہ ادا کرنے کا ذمہ دار ہے — مہر

۱۰ - کم سے کم وصیت پر خاوند کے دستخط بطور گواہ ہونے چاہئیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

بیرونی ممالک کے غیر موصیوں کیلئے ”ہفتہ تحریک وصیّت“

جماعتہائے احمدیہ پاکستان اور آزاد کشمیر میں ”ہفتہ وصیت“ منانے کے لئے ۲۲ لغایت ۲۸ فروری کے ایام مقرر کئے گئے ہیں۔ جیسا کہ الفضل میں متعدد بار اعلان ہو چکا ہے۔

بیرونی ممالک کی جماعتوں کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر انہیں کوئی دقت نہ ہو تو وہ بھی انہی ایام میں ہفتہ وصیت منائیں۔ لیکن اگر اپنے حالات کے ماتحت اگر وہ ان ایام کو موزوں نہ سمجھتی ہوں تو وہ اس تحریک کے لئے آگے پیچھے کے ایام مقرر کر سکتی ہیں۔ مگر بہرحال ممالک بیرونی کی جماعتوں کو بھی اس اہم تحریک میں شامل ہونا چاہئیے۔ مفصل اعلان کے لئے اور اس تحریک کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات دیکھنے کے لئے اخبار الفضل مجریہ ۱۱ جنوری ملاحظہ فرمایا جائے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

درخواستہائے دعا

(۱) میرے والد محترم مرزا محمد خان صاحب جو کہ آجکل بغداد (عراق) میں سروے انجینئر ہیں۔ ان کا اپریشن ہوا ہے۔ احباب جماعت و بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں

لطیف احمد ناصر محلہ دارالرحمت (وسطی) ربوہ

(۲) میرے بھتیجے عزیزم حمید الٰہی نے ایف اے کا امتحان دینا ہے۔ احباب اس کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں

(مرزا محمد حسین چغتائی مسیح ربوہ)

صدران جماعت و سیکرٹریان مال کی خدمت میں گذارش

ایسے احباب جن کی وصیت بوجہ بقایا وغیرہ منسوخ ہو گئی ہو۔ ان کے متعلق مجلس مشاورت ۱۹۵۶ء میں فیصلہ ہوا تھا۔ اگر کوئی شخص وصیت منسوخ ہونے کے بعد چھ ماہ کے اندر اپنی وصیت بحال کرائے یا ندامت کا اظہار کر کے چندہ عام ادا کرنے کی اجازت نہ لے تو اس سے نادہندوں جیسا سلوک کیا جائے۔ کیونکہ وصیت منسوخ ہونے کے بعد چندہ نہ قبول کرنے کی غرض تو یہ تھی کہ انہیں اپنی کوتاہی کا احساس پیدا ہو۔ نہ یہ کہ وصیت منسوخ ہونے کی بناء پر آئندہ ہمیشہ کے لئے انہیں چندہ ادا کرنے سے فراغت مل جائے۔ اور وہ احمدی بھی کہلاتے رہیں۔ اور نظام سلسلہ میں خرابی پیدا کرنے کا موجب بنتے رہیں۔ لہذا تمام مقامی جماعتوں کا فرض ہے کہ وہ ایسے افراد کو توجہ دلائیں کہ یا تو وہ اپنی وصیت بحال کرائیں یا چندہ عام ادا کرنے کی اجازت حاصل کریں۔ اگر کوئی شخص مقامی عہدہ داران کی مخلصانہ کوششوں کے باوجود بھی مائل بہ اصلاح نہیں ہوتا۔ تو اس کا معاملہ مقامی مجلس عاملہ میں پیش کر کے اس کے متعلق مناسب کارروائی کے لئے نظارت امور عامہ میں مفصل رپورٹ بھجوائی جائے کہ وہ شخص نظام سلسلہ کی پابندی کرنے پر آمادہ نہیں کیا جا سکا۔

اس سے پہلے بھی اخبار الفضل مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۵۷ء کے ذریعہ عہدہ داروں کو اس اہم معاملہ کی طرف توجہ دلائی گئی تھی۔ لیکن اب تک مختلف جماعتوں میں کئی ایسے افراد موجود ہیں۔ جن کے خلاف کارروائی نہیں ہوئی۔ پس میں تمام صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال سے التماس کرتا ہوں کہ اس بارہ میں اپنی ذمہ داری ادا کرنے کی طرف توجہ فرمائیں۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

چندہ جلسہ سالانہ

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس سال بھی جلسہ سالانہ بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا اور ہزاروں ہزار بندگان خدا کو اپنے پیارے دین اسلام کے متعلق مزید واقفیت حاصل کرنے اور اپنے محبوب امام کے پاکیزہ کلمات سننے کا موقعہ نصیب ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اب جلسہ سالانہ کے اخراجات کے بل ادا ہو رہے ہیں۔ ابھی تک چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی صرف دو تہائی کے قریب ہے۔ لہذا تمام مقامی جماعتوں سے التماس ہے کہ چندہ جلسہ سالانہ کے بقایاجات وصول کر کے جلد بھجوا دیں تاکہ جلسہ سالانہ کے اخراجات کے بل ادا ہو سکیں۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

مقامی جماعتوں کی توجہ کیلئے

صدر انجمن احمدیہ کے موجودہ مالی سال کا نواں مہینہ شروع ہے۔ پس اب وقت آ گیا ہے کہ تمام جماعتیں اپنے اپنے بجٹ پورا کرنے کیلئے پوری سنجیدگی کے ساتھ جدوجہد شروع کر دیں۔ مجھے پختہ امید ہے کہ سال کے آخر تک تمام جماعتیں اپنے بجٹ پورا کر لیں گی۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ اسی وقت سے مؤثر اور متواتر جدوجہد شروع کر دی جائے۔ کیونکہ اس وقت تک چندہ عام و حصہ آمد کی وصولی میں تدریجی بجٹ کے مقابلہ میں ڈیڑھ لاکھ روپے سے زیادہ کی کمی ہے پس آئندہ تین مہینوں میں ان مہینوں کا پورا بجٹ بھی وصول کرنا ہے۔ اور اس کمی کو بھی پورا کرنا ہے۔ اس سے احباب خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کس قدر محنت اور توجہ کی ضرورت ہے

اس سال بعض مخصوص حالات کی وجہ سے کئی زمیندار جماعتوں کا فصل ربیع کا پورا چندہ وصول نہ ہو سکا۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ جماعتیں فصل خریف کی آمد سے پہلی کمی پوری کر دیں۔ اس سال شہری جماعتوں کو بھی سابقہ بقایاجات کی وصولی پر بہت زور دینا چاہئیے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق دے اور جو ذمہ داریاں ہم نے قبول کر رکھی ہیں۔ انکے ادا کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائے

(ناظر بیت المال ربوہ)

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی موصی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر کو اطلاع کر دے (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

نمبر ۱۴۹۰۳: میں سید احمد ولد پیر بُلّہ شاہ صاحب(؟) فضل داد قوم جٹ پیشہ زمینداری عمر پچاس سال تاریخ بیعت ۲۱ ساکن نوکوٹ سندھ ڈاکخانہ خاص ضلع تھرپارکر سندھ صوبہ سندھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۸-۱-۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت اراضی نہری واقع دیہہ نوکوٹ ۸ ایکڑ قیمت فی ایکڑ ۲۵۰۰/- روپے کل قیمت ۱۶۰۰۰/- روپے۔ رقبہ اراضی نہری واقعہ چک ۱۴۶ ڈھیوہ(؟) ضلع لائلپور ۵ ایکڑ قیمت فی ایکڑ ۲۰۰۰/- روپے کل قیمت ۱۰۰۰۰/- روپے ہیں۔ کل جائداد ۲۶۸۰۰/- روپے ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں نیز میری وفات پر جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ فقط راقم الحروف سید احمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ شہر نوکوٹ سندھ۔ العبد بقلم خود سید احمد ولد فضل داد نوکوٹ سندھ۔ گواہ شد سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا کارکن صدر انجمن احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد محمد یونس پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ نوکوٹ۔

نمبر ۱۴۸۸۴: میں حکیم منشی اللہ دتا ولد سمندر خان صاحب قوم مہیاس(؟) راجپوت پیشہ طبابت عمر ساٹھ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۷ء ساکن نوکوٹ ضلع تھرپارکر صوبہ سندھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲ مارچ ۱۹۵۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت ایک مکان خام واقع نوکوٹ جس کی قیمت اندازاً بارہ سو روپیہ ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ جو میری حکمت کی آمد ہو اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ تا زیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کراتا رہوں گا نیز میری بوقت وفات جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہو گی۔ فقط راقم الحروف ڈاکٹر محمد یونس پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ نوکوٹ۔ العبد منشی اللہ دتہ ولد منشی سمندر خان صاحب ذات مہیاس شہر نوکوٹ ضلع تھرپارکر سندھ۔ گواہ شد دھنی بخش نوکوٹ سندھ۔ گواہ شد سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا کارکن صدر انجمن احمدیہ ربوہ

نمبر ۱۴۹۱۶: میں محمد صادق ولد احمد علی صاحب قوم جٹ پیشہ دستکاری عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۵ء ساکن ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۸-۱-۱۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد کوئی نہیں۔ میں اس وقت دستکاری کا کام کرتا ہوں درست بچری(؟) ہوتا) اور اس سے مجھے ماہوار وسطاً ۶۰/- روپے کے قریب آمد ہوتی ہے۔ میں اس آمد کا ۱/۱۰ حصہ ماہوار انشاء اللہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ دیتا رہوں گا۔ اور میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہو گی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد محمد صادق ولد احمد علی معرفت حکیم محمد عمر شاہ صاحب کوارٹر تحریک جدید ربوہ۔ ضلع جھنگ۔ گواہ شد شرافت احمد ولد جمعدار سکنہ چک ۲۳ P.R ڈاکخانہ بستی شادی ضلع رحیم یار خان حال وارد ربوہ ضلع جھنگ۔ گواہ شد حکیم محمد عمر ربوہ کوارٹر تحریک جدید ربوہ

نمبر ۱۵۱۷۰: میں عبد الستار ولد چوہدری غلام نبی صاحب قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۱۹ سال تاریخ بیعت ۱۳ اپریل ۱۹۵۷ء۔ ساکن چک R-B ۲۴۷ ستیانہ ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور صوبہ مغربی پاکستان حال مسجد احمدیہ لائلپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ ۲۶ نومبر ۱۹۵۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائداد نہیں ہے۔ کیونکہ میرے والد صاحب بفضل تعالیٰ زندہ ہیں اور فی الحال غیر احمدی ہیں۔ میں اس وقت مبلغ ۲۶/- روپے ماہوار پر ملازم ہوں جس کا دسواں حصہ انشاء اللہ ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا اگر میں نے کوئی جائداد پیدا کی یا ورثہ میں ملی تو اس کے بھی دسویں حصے کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان بہشتی مقبرہ ربوہ کرتا ہوں۔ نیز اگر کوئی جائداد میری وفات پر ثابت ہو تو اس کے بھی دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ بہشتی مقبرہ ربوہ کرتا ہوں۔ فی الحال میں اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ انشاء اللہ ادا کرتا رہوں گا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد عبد الستار بقلم خود۔ حال احمدیہ مسجد لائلپور منشی محلہ گول بازار۔ گواہ شد غلام محمد ولد فتح محمد جلد ساز منشی محلہ گول بازار موصی ۱۱۵۵۴ لائلپور۔ گواہ شد محمد شریف موصی ۴۹۲۷ ٹیلیفون سپروائزر لائلپور۔

نمبر ۱۵۰۸۵: میں امۃ الحی بیگم زوجہ ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن کوٹھی ۹۳ جوہر سالہ روڈ ڈاکخانہ آر۔اے بازار چھاؤنی لاہور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۸-۱-۱۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اس وقت منقولہ و غیر منقولہ حسب ذیل ہے ۱۔ حق مہر مبلغ دس ہزار روپیہ (۲) کوٹھی دو منزلہ واقعہ ۹۳ D دھرم سالہ روڈ لاہور چھاؤنی جس کی قیمت مبلغ ایک لاکھ روپیہ ہے (۳) زیورات مالیتی دو لاکھ روپے۔ کل میزان تین لاکھ دس ہزار روپے ہے (۳۱۰۰۰۰) جو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس جائداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ لیکن میرا گذارہ ماہوار آمد ۵۰۰/- روپے جیب خرچ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی اور میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ اپنی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ بطور وصیت کروں تو اس قدر روپیہ کی قیمت منہا کر دیا جائے گا فقط راقم الحروف ڈاکٹر اعجاز الحق۔ العبد: امۃ الحی بیگم۔ خاوند موصیہ مذکور۔ گواہ شد سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔ کارکن دفتر وصیت صدر انجمن احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد اعجاز الحق خاوند موصیہ مذکور۔

نمبر ۱۵۱۷۱: میں منشی احمد دین صحابی ولد میاں محمود صاحب صحابی قوم جٹ گھمن پیشہ زمیندارہ عمر ۸۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۱ء ساکن چوکنانوالی ڈاکخانہ کنجاہ ضلع گجرات صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴ نومبر ۱۹۵۵ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے: (۱) زرعی زمین چاہی و بارانی آٹھ بیگھہ جس میں پانچ بیگھہ زرعی زمین ہے اور تین بیگھہ باغ ہے واقعہ موضع چوکنانوالی ڈاکخانہ و تھانہ کنجاہ ضلع گجرات۔ اسی طرح موضع چوکنانوالی میں ایک عدد خام رہائشی مکان اور کوٹھی پر باغ پر ایک پختہ ڈیرہ بھی ہے۔ جن کی موجودہ قیمت تخمیناً مجموعی چار ہزار چھ سو ہو گی۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا ہوں اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد اور پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو گی۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد: منشی احمد الدین بقلم خود ولد میاں محمود مرحوم صحابی موصی مذکور سکنہ چوکنانوالی ضلع گجرات۔ گواہ شد: محمد شجاعت علی موصی ۲۷۹۰ سینئر انسپکٹر بیت المال حلقہ گجرات ۵۸-۱-۱۱۔ گواہ شد: فضل احمد بقلم خود ولد منشی احمد الدین موصی ۱۰۱۵۳ قائد خدام الاحمدیہ چوکنانوالی۔

دس لاکھ روپے کی لاگت سے ایک سو تیس ٹیوب ویل لگوائے جائینگے

کوآپریٹو فارمنگ سوسائیٹیاں بھی منٹگمری اور ملتان کے اضلاع میں بیس ٹیوب ویل لگائیں گی

لاہور یکم فروری۔ ایک سرکاری اعلان کے مطابق حکومت مغربی پاکستان نے صوبہ کے مختلف علاقوں میں ایک سو تیس ٹیوب ویل لگانے کی ایک سکیم منظوری کی ہے۔ اس سکیم کو عملی جامہ پہنانے پر دس لاکھ روپے صرف ہوں گے۔

یہ ٹیوب ویل نجی فارموں پر لگائے جائینگے ان ٹیوب ویلوں کی تکمیل پر جو رقم صرف ہو گی۔ وہ متعلقہ لوگوں سے بعد میں وصول کی جائے گی یہ سکیم زیادہ سے زیادہ اناج اگانے کے سلسلہ میں حکومت کی کوششوں کا ایک حصہ ہے۔ ادھر کوآپریٹو فارمنگ سوسائٹیوں نے اپنے ارکان کو آبپاشی کی سہولتیں مہیا کرنے کی غرض سے منٹگمری اور ملتان کے اضلاع میں چار لاکھ سولہ ہزار روپے کی لاگت سے بیس ٹیوب ویل لگوانے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان ٹیوب ویلوں کے ذریعے پانچ ہزار ایکڑ اراضی سیراب ہو سکے گی۔

ان بیس ٹیوب ویلوں میں سے ملتان اور بورے والہ کے علاقوں میں چھ چھ ٹیوب ویل لگائے جائیں گے جس کے لئے پرائیویٹ کمپنیوں کو ٹھیکہ دیا جا چکا ہے۔ ان کمپنیوں کو نصف رقم کھدائی کے وقت پیشگی ادا کی جائے گی۔ تیس فی صد رقم مشینیں لگانے پر اور بیس فی صد رقم اس وقت ادا کی جائے گی۔ جب ٹیوب ویل اپنا کام شروع کر دیں گے۔ باقی آٹھ ٹیوب ویل منٹگمری اور ہاڑپہ سرکلوں میں لگائے جائیں گے۔ محکمہ زراعت ٹیوب ویل لگانے کا کام اپنے ذمہ لینے پر رضامند ہو گیا ہے ان ٹیوب ویلوں کے لئے ۲۵ فی صد رقم پیشگی ادا کر دی جائے گی۔ اور باقی رقم دس سال کے عرصہ میں قسطوں کے ذریعہ ادا کی جائے گی۔

ہائیکورٹ کے نئے جج نے عہدہ سنبھال لیا

کراچی ۳۱ جنوری مسٹر ایم۔ بی احمد نے کل صبح مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے کراچی بنچ کے جج کی حیثیت سے اپنا عہدہ سنبھال لیا۔ ہائی کورٹ کے سینئر جج مسٹر جسٹس انعام اللہ نے انہیں حلف دلایا۔ مسٹر ایم بی احمد دستور ساز اسمبلی اور قومی اسمبلی کے سیکرٹری رہ چکے ہیں۔ مارشل لا کے نفاذ کے بعد انہیں وزارت تعلیم کا سیکرٹری مقرر کیا گیا تھا۔

زراعت کے ڈپٹی ڈائرکٹروں کے اختیارات

لاہور یکم فروری محکمہ زراعت کی تنظیم نو کے نتیجہ میں محکمہ زراعت کے تمام علاقائی ڈپٹی ڈائرکٹروں (ماسوائے کوئٹہ اور قلات ڈویژنوں) کا دائرہ اختیار ڈویژنل کمشنروں کے دائرہ اختیار کے برابر کر دیا گیا ہے۔ اب تو بحیثیت ڈپٹی ڈائرکٹر مقرر کئے جائیں گے جبکہ محکمہ کی تنظیم نو سے قبل صرف پانچ ڈپٹی ڈائرکٹر تھے چنانچہ اب صوبے کے ہر ڈویژن (ماسوائے بلوچستان) میں ایک ڈپٹی ڈائرکٹر ہو گا۔ کوئٹہ اور قلات ڈویژنوں کے لئے صرف ایک ڈپٹی ڈائرکٹر ہو گا۔ یہ تبدیلی گزشتہ تجربات کی بنا پر کی گئی ہے تاکہ نظم و نسق کو بہتر بنایا جا سکے

نامور کھلاڑیوں سے محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا خطاب

(بقیہ صفحہ اوّل)

تو ہماری یہ مصروفیت بھی دین کا ایک حصہ بن جاتی ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے ابھی واضح کیا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ ہماری نیت اور ارادہ وہی ہو جس کا دین ہم سے مطالبہ کرتا ہے۔

مسابقت کی روح

زندگی میں کھیلوں کا صحیح مقام واضح کرنے کے بعد محترم چوہدری صاحب موصوف نے ان کی افادیت پر بھی روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا کھیلوں کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ان میں گو مقابلہ ہوتا ہے تاہم مخالفت نہیں ہوتی۔ دونوں میں سے ہر ایک کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ دوسرے سے بڑھ جائے۔ اگر اس طور سے دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کی جائے کہ جس میں مخالفت کی بجائے مقابلے اور مسابقت کی روح پائی جاتی ہو۔ تو یہ بھی دین ہی ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ:۔ فاستبقوا الخیرات کہ اچھے کاموں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرو

قواعد کی پابندی

آپ نے مزید فرمایا کھیل کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ یہ انسان کو قواعد کا پابند بناتا ہے۔ قواعد کی پابندی کو انسان کی تربیت میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ انسان اپنے آپ کو قواعد کا پابند بنائے بغیر اعلیٰ کردار کا مالک نہیں بن سکتا۔ زندگی کے ہر شعبے میں کامیابی اور ترقی کے لئے قواعد کی پابندی ضروری ہے۔ ان سے آزاد ہو کر صحیح لائنوں پر ترقی کرنا ممکن نہیں۔

فیصلے کا احترام

نیز فرمایا کھیل کا تیسرا اور اہم فائدہ یہ ہے کہ یہ انسان کو اپنی غلطی تسلیم کرنے اور صحیح راہ اختیار کرنے کا خوگر بناتا ہے۔ کھیل میں ہر کھلاڑی بہر صورت ریفری کے فیصلے کا پابند ہوتا ہے۔ جب بھی ریفری کسی غلطی پر ٹوکتا ہے۔ تو کھلاڑی فوراً اس کے فیصلے کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے اپنی اصلاح کر لیتا ہے۔ اگر بالفرض ریفری کو غلطی بھی لگی ہو اور وہ کسی غلط فہمی کا شکار ہو گیا ہو تو بھی کھلاڑی اسکے فیصلے کا احترام کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ریفری وہی کچھ کہہ رہا ہے کہ جو دیانتداری سے اس نے سمجھا ہے اور ریفری کو بھی یہ یقین ہوتا ہے کہ میری بات مانی جائیگی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کھیل سلامتروی سے جاری رہتا ہے۔ دنیا میں کامیابی سے ہمکنار ہونیکے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ انسان جس کو بڑا تسلیم کرلے اسکے فیصلوں کا احترام کرتے ہوئے اپنی غلطی کو بلا تامل تسلیم کرنے اور پھر اصلاح کی طرف مائل ہونے کا خوگر بنائے۔

محترم چوہدری صاحب نے فرمایا یوں تو کھیلوں کے اور بھی بہت سے فائدے ہیں لیکن اگر ان تین باتوں کو ہی ہر کھلاڑی اپنے سامنے رکھے اور زندگی کے ہر شعبے اور کام میں ان پر عمل پیرا ہونے کی مشق کرتا رہے تو وہ اپنے اپنے حلقے میں (خواہ وہ حلقہ سکول یا کالج ہو یا کوئی محکمہ اور ادارہ ہو) دوسروں کے لئے اثباتی زندگی کی ایک مثال قائم کر سکتا ہے۔

آپ نے فرمایا میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ نے ٹورنامنٹ میں اسی روح اور جذبے کے ساتھ حصہ لیا ہے اور آپ سب اسی روح اور جذبہ کو تازہ کرکے یہاں سے واپس لوٹیں گے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ آپ لوگوں میں باہم ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی خواہش ترقی کرتی رہے اور آپ ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے رہیں۔ یہ بات ہماری قوم کے لئے فائدہ مند ہے کہ آپ مخالفت کے جذبے سے نہیں بلکہ مقابلے اور مسابقت کی روح کے ساتھ آگے بڑھیں اور اس حال میں بڑھیں کہ ایک دوسرے کے خلاف کسی کے دل میں کوئی کدورت یا بغض و عناد نہ ہو۔ بلکہ سب کے لئے دوستی، محبت اور خیر خواہی کے جذبات موجزن ہوں

اس مختصر لیکن بصیرت افروز خطاب کے بعد محترم چوہدری صاحب موصوف نے ٹیموں اور کھلاڑیوں میں ان کے حاصل کردہ انعامات تقسیم فرمائے۔